مولانا محمد عرفان الحق اظہار حقانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

عالم اسلام صلیبی دہشت گردی کے نرغہ میں

اسلام آباد اور لاہور میں مولانا سمیع الحق صاحب کی معرکۃ الآراء نئی کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کی تقریب رونمائی کی رپورٹیں پچھلے شماروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ 27 اگست 2004ء کو کراچی کے آواری ہوٹل میں رونمائی کی تقریب کی رپورٹ شائع کی جارہی ہے۔ کراچی کے چیدہ ممتاز علماء سیاستدانوں ممبران پارلیمنٹ' ممتاز صحافیوں اور کالم نگاروں نے اظہار خیال کیا جس کے چیدہ چیدہ حصے شامل کئے جارہے ہیں۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا مفتی محمد عثمان یار خان صاحب نے انجام دیئے۔ تقریب کے حاضرین میں درجنوں شہرہ آفاق علماء و فضلاء اور دانشوروں کے علاوہ سندھ کے وزیراعلیٰ ارباب غلام رحیم بھی مہمان خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے کئی حضرات کو اظہار خیال کا موقع نہ مل سکا۔.................(ادارہ)

شیخ الحدیث مولانا نازرولی خان صاحب۔ مہتمم جامعہ احسن العلوم کراچی

ہمارے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی طرف سے ایک بڑی کتاب آئی ہے اصل میں کتابیں تو اس دنیا میں لکھی جاتی ہیں۔ علماء اہل قلم اور اہل تحقیق اسے پڑھتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جہاد جب آگے ہوتا ہے تو سب لوگ ساتھ ہوتے ہیں لیکن جہاد جب تکوینی حکمت کے تحت کچھ دیر کے لئے رک جائے اس وقت امتحان شدید ہوتا ہے کہ آیا اب بھی کچھ لوگ جہاد کے ساتھ چل سکتے ہیں یا نہیں۔ مولانا کی کتاب ایک ایسے زمانے میں میدان میں آئی ہے۔ کہ شاید کچھ کروٹیں سوجھ رہی تھیں۔ اور کچھ پریشانیاں بڑھ رہی تھیں۔ ٹھیک ہے حضرت مولانا مدظلہ بہت قدیم صاحب قلم ہیں اور جس طرح آپ انہیں دنیا کے علوم وفنون میں جانتے ہیں اور ہم مدرس اور حدیث وتفسیر وفقہ کے اساتذہ بھی آپ مدظلہ کو ۴۰۔۴۵ سال سے کامیاب استاد جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے انٹرویوز کے ذریعے حق کی نمائندگی فرمائی ہے۔ اس سے مغرب کو یا دیگر اسلام دشمنوں کو فائدہ پہنچے یا نہیں وہ احتمال ہے لیکن اپنے جو بعض احوال میں متاثر ہیں امید ہے کہ اگر وہ انصاف سے اور عدل سے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے روز اپنے آپ کو جوابدہ سمجھے اس کو پڑھ لے۔ تو صرف یہ نہیں کہ وہ خوش ہوں گے۔ بلکہ وہ ایک مبلغ اور مناظر بن کر اسلام سے دہشت گردی کے الزامات ہٹانے کے اقدامات کریں گے۔ مولانا ہمارے اس شہر میں تشریف لائے ہیں ہمارے محترم ومکرم مہمان ہیں' ان کے حکم کی تعمیل میں مجھ عاجز کو بھی یہاں حاضر ہونا پڑا۔ باقی کتاب کا جو عنوان ہے وہ خود جہاد ہے۔

جہاد مسلمانوں کا مذہبی مسئلہ ہے۔ جہاد مار دھاڑ کو کو نہیں کہتے جیسے کہ بعض غلط لوگ سمجھتے ہیں جہاد اسلام کے پیغام کو عزت واحترام کے ساتھ دوسرے انسانوں تک پہنچانے کو کہتے ہیں جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات جن وانس فرش سے عرش تک قیامت تک مبعوث ہیں تو ہم لوگوں کو ماریں گے، پیٹیں گے؟ پھر وہ ہمارے اسلام کو کب قبول کریں گے ہاں جو مرنے کے قابل ہوں گے وہ تو ہسپتالوں میں بھی مرتے ہیں اور ڈاکٹروں کے سامنے بھی، چھرا ہاتھ میں ہوتا ہے، ٹانکیں لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انتقال ہوگیا ہے۔ وہ اس کی ایک ضرورت ہے مجبوری ہے۔ اس قسم کے شبہات غلط قسم کے وساوس شیطانی پروپیگنڈے جس نے ناسور کی شکل اختیار کی تھی حضرت مولانا کے فاضلانہ قلم بروقت مجاہدانہ شان اور حق کی نمائندگی نے ایسے شیطانی خیالات کی کمر توڑ دی اللہ اس کتاب کو اس کی شان سے بڑھ کر مقبولیت نصیب فرمائے۔ اور مولانا کے لئے اور جملہ اہل اسلام کے لئے دونوں جہانوں کے افتخار کا باعث بنائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حضرت مولانا اسعد تھانوی صاحب۔ امیر جمعیت علما اسلام صوبہ سندھ

قابل احترام مولانا سمیع الحق صاحب جناب ارباب غلام رحیم، چیف منسٹر سندھ اور جناب معزز علماء کرام اور محترم حاضرین مجلس یہ اللہ تعالیٰ کی کریمی ہے کہ جناب مولانا سمیع الحق صاحب کی گزشتہ پانچ چھ سالوں پر مبنی جوانٹرنیشنل میڈیا کے انٹرویوز ہیں وہ اس کتاب کے اندر جمع کردیئے گئے ہیں۔ جس میں پاکستان اسلام اور جہاد پر تمام باتیں نکھر کر سامنے آگئی ہیں اور ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کے اس تجویز کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں کہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ کیا جائے تاکہ یورپ اور امریکہ میں بسنے والے لوگ بھی اس سے استفادہ کرسکیں۔ درحقیت دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک وہ جگہ ہے کہ جہاں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ جب تشریف لائے تو وہاں جہاد کا معرکہ ہوا اور تقریبا ۷۰۔۸۰ آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ جن کے مزارات وہاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کے خون کی وجہ سے اس سرزمین کو منتخب کیا اور افغانستان میں جب روسی استبداد نے اپنے پنجے مسلمانوں کے ملک میں گاڑے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق اس خطے کو عطا فرمائی اور دارالعلوم حقانیہ کو جہاد اور حق کا مرکز بنایا تھا، اور یہاں سے مجاہدین گئے روسی استبداد کی یہ حالت تھی کہ وہ ستر برسوں میں جہاں بھی گیا وہاں سے واپس نہیں ہوا۔ لیکن افغانستان واحد جگہ ہے کہ جہاں آکر نہ صرف اس کو واپس جانا پڑا بلکہ U-S-R-F کے نام سے یہ مملکت ختم ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق کو یہ اعزاز اور منصب عطا فرمایا، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا وقت کم ہے۔ اشارہ میں نے کردیا۔

۱۹۸۰ء کے بعد ملک میں جتنے بھی دینی اتحاد بنے ہیں جن کی طرف علامہ رشید ترابی نے اشارہ کیا کہ دیوبندی بریلوی شیعہ سنی تمام مسالک کے لوگ الحمدللہ اس میں مولانا نے ہراول دستے کا کردار انجام دیا ہے۔ مولانا

سمیع الحق صاحب امت مسلمہ کو جوڑنے اور مختلف مسالک کو اکٹھا کرنے اور جو قرآن پاک میں ھو سما کم المسلمین یعنی بحیثیت مسلمان کے اپنی شناخت کو آگے لانے میں مولانا سمیع الحق صاحب نے ۱۹۸۰ء کے عشرے میں اور ۹۰ء کے عشرے میں جو اہم کردار انجام دیئے اس کا نتیجہ آج آپ پارلیمنٹ میں متحدہ مجلس عمل کی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور اس کتاب کے اندر جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اگر آپ اس کا شروع سے آخر تک مطالعہ کریں تو ایک بیباک اظہار خیال آپ کو ملے گا جیسا کہ مجھ سے پیشرو مقررین نے کہا' مولانا زرولی خان نے بڑی خوبصورت بات کہی کہ جب جہاد تیزی کے ساتھ چلنے لگتا ہے تو لوگ اس کے ساتھ چلتے ہیں لیکن جب تکوینی طور پر وہ معاملہ رکتا ہے تو لوگ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ لوگ جہاد کا نام لینے اور بات کرنے سے پیچھے ہٹتے ہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے اس معاملہ کو اس کتاب کے تمام صفحات کے اندر خوش اسلوبی کے ساتھ اور بالکل ایک قلندرانہ طریقہ پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور پاکستان کی اور اسلام کی جو صحیح شکل ہے وہ الحمدللہ اس کتاب کے ذریعہ آگے آئی ہے۔ میں مولانا صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ آج ہمارے اس پروگرام میں تشریف لائے اور اسے رونق بخشی۔ واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

معروف اہل قلم محمود شام صاحب۔ روزنامہ ''جنگ''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صاحبِ کتاب جناب مولانا سمیع الحق صاحب' صدر مجلس و صاحب کتاب ارباب غلام رحیم' وزیر اعلیٰ سندھ اور معزز علماء کرام یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ملک کے جید علماء کرام یہاں رونق افروز ہیں اور ایسے مدارس اور درسگاہوں کے مہتمم اور اساتذہ تشریف فرما ہیں جو الحمدللہ حق کی اشاعت میں پیش پیش ہیں کہنے کو تو ہمیشہ اس ملک میں کہا جاتا رہا ہے کہ پاکستان اپنی تاریخ کے خطرناک دور سے گزر رہا ہے۔ لیکن اس وقت یقیناً یہ ایک بہت بڑی سچائی اور حقیقت ہے کہ پاکستان کو اس وقت تاریخ کے سب سے بڑے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ اندرونی حقائق سے واقفیت رکھنے والے یہ محسوس کر رہے ہیں کہ پاکستان کے وجود کو بھی خطرات لاحق ہیں۔ ۴۸ء کے اوراق گواہ ہیں کہ جب عقائد میں بنیادی تبدیلیاں آرہی ہوں یا عقیدتیں آپس میں ٹکرا رہی ہوں تو ذہنوں میں طوفان اٹھتے ہیں۔ سوچوں میں تلاطم برپا ہو جاتے ہیں اور دیواریں لرزنے لگتی ہیں۔ آپ کو یقیناً یہ احساس ہوگا کہ افغانستان اور کشمیر میں جہاں کافی عرصہ سے جہاد جاری تھا اور جن نوجوانوں نے وہاں اپنی جانیں بھی قربان کیں اور بہت سے مظالم برداشت کئے۔ اسوقت وہ کیا کر رہے ہیں ان شہداء کی قربانیاں کس طرح رنگ لا رہی ہیں اور ان مجاہدین کے خاندانوں پر کیا گزر رہی ہے۔ کل ہم جنہیں مجاہد کہتے تھے اور حکومت ومملکت بھی ان کا اعزاز واکرام کررہی تھی آج انہیں دہشت گرد قرار دیا جارہا ہے۔ انہیں گرفتار کیا جارہا ہے۔ اور حوالات میں ان پر بڑے سخت حالات گزر رہے ہیں تو یہ امت مسلمہ کے لئے ایک بحران اور ایک فیصلہ کن مرحلہ ہے۔ جہاں ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہمیں اس وقت فکری طور پر کیا کرنا چاہیے یہ

جو سنگین صورتحال ہے اور اس میں زیادہ تشویش اور فکر کی بات یہ ہے کہ وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں امت مسلمہ کی بھاگ دوڑ ہے اور وہ لوگ جو اس وقت مملکت خداداد پاکستان کی قیادت کر رہے ہیں ۔ انہیں ان خطرات کا پوری طرح احساس بھی ہے یا نہیں آج کی کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' یقیناً ان خطرات اور چیلنجوں کے حساب سے معمور ہے۔ اور یہ جن کا بھی فیصلہ تھا یقیناً قابل تحسین تھا کہ پاکستان کی تاریخ کے انتہائی اہم ادوار میں دیئے گئے مولانا سمیع الحق صاحب کے یہ خصوصی انٹرویوز کتابی شکل میں یکجا کئے جائیں ان انٹرویوز کے مطالعے سے یقیناً آپ کو وہ سب عسکری معرکے اور خطرناک لمحات سامنے آجائیں گے۔ اور یادیں تازہ ہوں گی جو ۱۱ ستمبر سے کچھ عرصہ پہلے تھے۔ اور جواب عالم اسلام کو درپیش ہیں ۔ اس وقت دنیا کی واحد سپر پاور اپنے تمام جنگی ساز و سامان' سائنسی تحقیق اور مال دولت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہے اور یہ وہ مسائل ہیں جس پر دنیا بھر میں بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ میں گزشتہ برس امریکی حکومت کی دعوت پر ایک مطالعاتی دورے پر گیا تھا تو وہاں امریکی حکومت' یونیورسٹیوں' سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اور پینٹاگون کے عزائم کا بھی علم ہوا کہ وہ آئندہ کے لئے کیا منصوبہ بندی کر رہے ہیں ۔ اس سلسلہ میں میں ایک کتاب بھی لکھ رہا ہوں جس میں یہی درد ہے جو آج اس کتاب میں بھی ہے کہ عالم اسلام کے مستقبل کو درپیش خطرات اور ان کے لئے مسلمان امت کو کیا کرنا چاہیے اور آج کل ہمارے ہاں زیادہ طرح جو سلسلہ چلا ہے وہ یہ کہ جو بھی جہادی تنظیمیں رہی ہیں انکے ہاں پاکستان کی محبت اور حب الوطنی نہیں ہے؟

تو اس کا جواب بارہا مولانا سمیع الحق نے اپنے انٹرویو میں دیا ہے۔ ایک اقتباس جو ابھی تک پیش نہیں کیا گیا میں یہ ضرور پیش کرنا چاہوں گا کہ سوال کیا گیا کہ کیا میں یہ سمجھوں کہ یہ تعصب پر مبنی ہے جو اسلامی بم کہتا ہے تو مولانا نے جواب دیا کہ بلاشبہ یہ تعصب پر مبنی ہے ہم آپ کے ہزاروں بم برداشت کرتے ہیں اور آپ ہمارا اتنا چھوٹا سا بم برداشت نہیں کرتے ۔ ایک ارب ہندو ہمارے سر پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہمیں ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کرتے جب ان کا بم بنا تھا تو آپ شور نہیں مچا رہے تھے کہ ہندو بم بن گیا' ہمارا بم بن گیا تو آپ روٹھ گئے ۔

ہمارے ہاں عام طور پر یہ الزام بھی عائد ہوتا ہے اور اس وقت بھی یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ ''سب سے پہلے پاکستان'' کے سلسلہ میں ہمارے علماء وکرام اور جہادی تنظیمیں اور دینی مدارس پاکستان کو سب سے پہلے ترجیح دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے ۔ پورے ملک میں یہ ایک ڈیبیٹ ہے تو اس کے لئے بھی یہ کتاب مفید ہے۔ یقیناً بعض اور کئی جگہیں ہیں اس میں جہاں مولانا نے کھل کر پاکستان کی بحیثیت مملکت مکمل دفاع کیا ہے۔ اس وقت امریکہ اور یورپ میں بھی بہت سی کتابیں چھپ رہی ہیں ۔ ۱۱ ستمبر کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ دنیا بھر میں اسلام کو سمجھنے کی ایک تحریک اور جذبہ پیدا ہوا ہے اور بہت سی کتابیں اس سلسلہ میں غیر مسلم مفکرین نے بھی لکھی ہیں اور خود مسلمانوں نے بھی ایسی کتابیں لکھی ہیں جس سے امریکہ اور مغرب کے جو ریڈر ہیں ان کی زبان' ان کی اصطلاحات' ان کے ذہن کے مطابق